مولانا حامد الحق حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فتنۂ رفض و شیعیت اور شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ

فرقۂ شیعہ ہمیشہ امت مسلمہ کے سینہ پر ناسور بن کر رہا سلف صالحین اور علماء حق نے اس کا بھرپور تعاقب کیا شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، حضرت مجدد الف ثانی، الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا حسین احمد مدنی، امام اہل سنت مولانا عبد الشکور لکھنوی کے اسماء گرامی اس جہاد کے سرخیلو[redacted] درج ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الحق بھی ان ہی کے نام لیوا اور ان کے مشن کے علمبردار تھے چنانچہ انھوں نے بھی درس حدیث میں، فنی اور علمی مباحث میں، عام خطابات اور مواعظ میں بڑے حکیمانہ اور موثر طریقہ سے اس کا رد کرتے رہے اس سلسلہ کے افادات، علمی نقاط اور تدریسی مباحث کے لیے مستقل کتاب چاہیئے ذیل میں ہم صرف قومی اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے حاصل شدہ رپورٹوں سے چند ایک اقتباسات مشتے نمونہ از خروارے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

شیعہ، سُنی نصاب کی علیحدگی اور تحریک

(۲۱ اگست ۱۹۷۲ء کو مولانا عبد الحق صاحبؒ نے قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی شیعہ نصاب کی علیحدگی سے متعلق تیسری بار تحریک التوا پیش کی جو اکثریتی پارٹی کے غلط رویے کی وجہ سے مسترد کر دی گئی۔)

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

جناب سپیکر، گذارش یہ ہے کہ میں نے ایک تحریک التوا اس مسئلہ کے متعلق پیش کی تھی کہ ہمارے شیعہ بھائی سرکاری سکولوں اور کالجوں میں نصاب تعلیم میں اپنی الگ دینیات کو رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اخبارات کے ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ صدر محترم اور ارباب اختیار نے ان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اس سال جنوری سے وہ نصاب بھی شامل کر دیا جائے گا اور ساتھ یہ بھی ہے کہ اسلام کی تاریخ نئے سرے سے مرتب کی جائے گی پھر اس کو رائج کیا جائے گا میرا خیال ہے کہ اس بات سے ملک کی یک جہتی مجروح ہوگی یہاں ۹۵ فی صد یا ۹۰ فی صد اہل سنت والجماعت اور اس کے اہل فکر حضرات چاہتے ہیں کہ پاکستان کو استحکام حاصل ہو، قومی یک جہتی ہو، ہم سب ایک ہیں اور ہم سب بھائی ہیں ایک دوسرے کے معاون ہیں اگر یہ نصاب منظور کیا گیا تو اس سے ہمارے استحکام، ہمارے اتحاد اور فکری اتحاد کو ٹھیس پہنچے گی اور یہ چیز سیاسی، اقتصادی اور مذہبی ہر لحاظ سے پاکستان کے لیے نقصان دہ ہو گی میں نے تحریک التوا ۲۴ نمبر پہ پیش کی تھی لیکن بدقسمتی سے میں اس دن بیمار تھا میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر جناب سپیکر صاحب اس تحریک التوا کو منظور فرما کر بحث کرنے کی اجازت عطا فرما دیں تو میں ممنون ہوں گا۔ میرے خیال میں تحریک التوا باضابطہ نمبر ۵۲ کے تحت پیش ہو سکتی ہے۔

مسٹر سپیکر، آپ کی اس تحریک التوا کے نوٹس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

مولانا عبد الحقؒ: جناب میں تو حاضر نہیں تھا۔ اس پر آپ ضابطہ نمبر ۵۲ کے تحت دوبارہ غور فرمالیں۔

مسٹر سپیکر، ایک دفعہ جو فیصلہ ہو جائے تو اس کا از سر نو زندہ کرنا مشکل ہے۔

مولانا عبد الحق: جناب والا! یہ دینی مذہبی اور بڑا اہم مسئلہ ہے اور ہم پاکستان کے استحکام کے متعلق حلف اُٹھا چکے ہیں۔ جب ہم نے دیکھا کہ لوگوں میں انتشار پیدا کیا جا رہا ہے تو پھر ہمیں متحد کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیئے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمام پاکستانی اور جو بھی مسلمانوں کے ساتھ وابستہ طبقات ہیں وہ نظریات میں متفق ہوں اور ان میں کوئی انتشار نہ ہو اس سے قوم میں بڑا انتشار پیدا ہوگا اگر آپ آج مناسب فرمائیں یا پھر کسی وقت میں یہ تحریک کریں کیونکہ میں اس دن حاضر نہیں تھا اس لیے باضابطہ نمبر ۵۲ کی بنا پر میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کسی وقت کے لیے منظوری فرما دیں۔

مسٹر سپیکر: مولانا عبد الحکیم صاحب نے بھی اس قسم کی تحریک پیش کی تھی وہ بھی منظور نہیں ہوئی تھی اس کے متعلق وجوہات دفتر کی طرف سے لکھ کر بھیج دیں گے۔

مولانا عبدالحق: کیا ہم درخواست دفتر کی طرف سے دوبارہ پیش کر دے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے جناب۔

مسٹر سپیکر: جی دفتر والے بھیج دیں گے۔ میں تو مشورہ نہیں دے سکتا۔ اسمبلی کے قواعد کے مطابق مجھے اختیار ہے کہ میں آپ کو اجازت دے دوں کہ آپ کی جو تحریک رد ہو چکی ہے اس کو آپ نئے سرے سے پیش کر دیں۔

مسٹر سپیکر۔ مولانا عبدالحق صاحب، آپ نے دوسری دفعہ تحریک التواء ۱۳ کی تحریک کی ہے یہ شیعہ نصاب کے متعلق ہے۔ آپ نہایت مختصر انداز سے قاعدے کی رو سے یہ جواز پیش کریں کہ وہ کون سے قاعدے اور ضابطے کے تحت اسمبلی میں آسکتی ہے؟

مولانا عبدالحق: جناب سپیکر صاحب یہ تحریک قاعدہ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ کے تحت زیر بحث آسکتی ہے ۵۴ یہ ہے کہ کسی حالیہ معاملہ کے متعلق ہو تو شیعہ نصاب کی تجویز حالیہ ہی ہے۔ ۵۳ یہ ہے کہ عوامی ہے تو میری تحریک کا معاملہ نصاب تعلیم سے متعلق ہے اس کی لپیٹ میں شیعہ سنی پوری آبادی آسکتی ہے۔ اور ساری قوم پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اس لیے عوامی ہے۔

۵۵ یہ ہے کہ کسی حتمی معاملہ کے متعلق ہو تو تعلیمی نصاب کی شیعہ سنی بنیاد پر تقسیم ایک حتمی معاملہ ہے۔

وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ: جناب والا آپ کی اجازت سے میں مولانا صاحب کی توجہ پرسوں کے وقفہ سوالات کی طرف دلانا چاہتا ہوں غالباً مولانا صاحب کو یاد ہوگا کہ ایسا ہی سوال مولانا مفتی محمود صاحب نے کیا تھا اب مولانا عبدالحق صاحب تیسری مرتبہ اس تحریک التوا کو پیش کر رہے ہیں حالانکہ جس فیصلہ کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ کوئی فیصلہ نہیں ہے میں نے اس قدر کہا تھا کہ دینیات کے سلسلہ میں یکم اکتوبر سے نیا نصاب آرہا ہے۔ صدر صاحب نے صرف اس قدر بات کی ہے اور اجازت دی ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی فیصلہ کرے جس میں دونوں طرف سے علماء ہوں جن میں غالباً مولانا صاحب بھی شامل ہوں گے اور مولانا کوثر نیازی اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ یہ کمیٹی یکم اکتوبر تک فیصلہ کر دے گی اس لیے مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس وقت تک اس تحریک التوا کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ان کو اس سلسلے میں کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔

مولانا عبدالحق: سپیکر صاحب یہ تو اخبارات میں آچکا ہے اور ساری قوم کو اس پر تشویش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب! میں مولانا عبدالحق صاحب کی تحریک التوا کی تائید میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: میں مولانا عبدالحق صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معزز ایوان کا ایک معزز وزیر یقین دلا دے کہ ابھی فیصلہ حتمی نہیں ہے کمیٹی فیصلہ کرے گی تو کیا وہ تحریک واپس لے سکتے ہیں بعد میں اگر ایسا وقوعہ پیش آجاتے تو پھر آپ کر سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحق: میرا مقصد بحث کرنا نہیں صرف سمجھنا مقصود ہے یہ تو معلوم ہے کہ شیعہ حضرات الگ نصاب تعلیم جاری کرانے کا مطالبہ کر چکے ہیں وزیر تعلیم نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق کوئی قطعی یقین دہانی ہو جائے کہ وہ ایسا فیصلہ نہیں کرے تو تب مجھے اطمینان ہوگا۔

مسٹر سپیکر: نہیں وہ کہتے ہیں کہ فیصلہ کرے گی تو معزز ارکان اسمبلی کو قدرتی طور پر اطمینان کرنا چاہیئے۔

شاہ احمد نورانی: جناب سپیکر اگر ———

مسٹر سپیکر: بحث کی اجازت اس لیے نہیں دے سکتا ——— تو کیا مولانا میں یہ سمجھوں کہ آپ نے تحریک واپس لے لی ہے۔

مولانا عبدالحق: جناب عالی اگر وزیر تعلیم کی یقین دہانی ہو جائے کہ کمیٹی جو بھی نصاب بنائے گی اس میں تقسیم نہیں ہوگی ——— ملکی سالمیت اور اتحاد مقصد ہے۔

مسٹر سپیکر: وہ اس وقت نہیں کہہ سکتے کہ کمیٹی کس طرح فیصلہ کرے گی تو جس بات کا فیصلہ نہ ہوا ہو رہو سکتا ہے کہ آپ خود بھی فیصلہ کرنے والوں میں ہوں تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے تو اس لیے تحریک کو زیر بحث لانا بے کار ہے۔

شاہ احمد نورانی: مولانا عبدالحق صاحب کا مقصد یہ ہے کہ کمیٹی کا عذر کرنا ہی ملک میں افتراق پیدا کرنا ہے اور ملکی سالمیت کے خلاف ہے۔

مسٹر سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ تحریک اس وقت پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ واقعہ وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ اس لیے میں اس تحریک التوا کو مسترد کرتا ہوں۔

شیعہ سنی نصاب کی تحریک کا فیصلہ اور مولانا عبدالحق کی تحریک التوا

سرکاری تعلیمی اداروں میں شیعہ سنی نصاب دینیات کی علیحدگی کے یک طرفہ فیصلہ کی خبریں آچکی ہیں یہ چیزیں سنی مسلمانوں کے لیے اعتقادی فکری اور ملک کو سیاسی و اقتصادی لحاظ سے سراسر نقصان دہ ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایسے اہم اور قومی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں زیر غور لانے کے لیے ۱۱ ستمبر ۱۹۷۵ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں تحریک التوا پیش کی جیسا کہ ۲۱ اور ۲۵ اگست ۱۹۷۵ء میں حضرت شیخ الحدیث نے متعدد بار قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو اٹھایا اور اس وقت کے وزیر قانون و تعلیم جناب پیرزادہ صاحب نے یقین دلایا کہ ایسا کوئی فیصلہ مکمل غور و خوض اور اتفاق رائے کے بغیر

نہیں کیا جاتے گا اور اب جب کہ کچھ شیعہ رہنما اور حکومت کے درمیان ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو لاہور میں اس فیصلہ کو آخری شکل دینے کا اعلان کیا گیا تو حضرت شیخ الحدیث چاہتے تھے کہ ملک کا واحد نمائندہ با اختیار ادارہ میں اس مسئلہ کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث ہو اور ایک قومی مسئلہ کے ہر اچھے بُرے گوشوں کو نمایاں کیا جا سکے۔

۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اپنی تحریک التوا میں کہا ہے کہ،

شیعہ سنی نصاب کی علیحدگی اور دینیات کے نصاب کو از سر نو ترتیب کرنے پر بحث کی جائے۔ کیونکہ اس فیصلے سے ملک کی قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے اور ملک کی ۹۵ فیصد سنی مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی حق تلفی ہو رہی ہے اسے بھائی چارے کی فضا خراب ہو جائے گی اور ہمارے ملی اتحاد کو ٹھیس پہنچ کر یہ بات قومی و ملکی سالمیت کے لیے خطرات کا باعث بن سکے گی اور یہ مسئلہ ہماری سیاسی اعتقادی اقتصادی فکری اور قومی زندگی پر اثر انداز ہو سکے۔ اس لیے اس سے زیر بحث لایا جائے۔

اس دن جناب پیرزادہ صاحب وزیر تعلیم ایوان میں موجود نہیں تھے تو پارلیمانی امور کے وزیر مملکت ملک محمد اختر کو تحریک کے خلاف ضابطہ ثابت کرانے کا کام سپرد تھا۔ جناب ملک اختر نے تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ مغالطوں اور تضادات کا ایک شاہکار تھا انھوں نے کہا کہ؛

۱۹۷۵ء میں شیعہ کمیٹی کے مطالبات پر نیازی کمیٹی نے رپورٹ مرتب کی تھی ہم ایک متفقہ فارمولے پر پہنچے دونوں فرقوں کے رہنماؤں نے اتفاق کیا اس لیے یہ حالیہ نہیں ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے اور یہ قومی و عوامی مفاد کا مسئلہ بھی نہیں کہ ہم اس پر یہاں بحث کریں۔

مولانا عبدالحق صاحب: سپیکر صاحب ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو فیصلہ ہوا لہٰذا یہ حالیہ واقعہ ہے سپیکر صاحب جی ہاں میں نے اس کی یہ بات نہیں مانی چونکہ یہ ابھی ہوا ہے اس لیے وہ یہ ثابت کریں کہ اس سے قومی مفاد اور ہماری فکری و ذہنی زندگی متاثر نہیں ہو سکتی۔ مولانا عبدالحق صاحب وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ شیعہ سنی کے رہنماؤں کے اتفاق سے ہوا ہے نہیں بلکہ ۱۶ شیعہ نمائندے اور دو حکومت کے نمائندے تھے کوئی سُنی عالم اس فیصلے کے وقت نہیں تھا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب: وہ کہتے ہیں کہ قومی یکجہتی کو نقصان نہیں ہو سکتا۔

مولانا عبدالحق صاحب: یہ عجیب ہے کہ ۹۵ فیصد سُنی مسلمانوں کے عقائد کو ذبح کیا جا رہا ہے اور اگر ملک کو دو ٹکڑے کرنے والے غدار ہیں ملک دشمن ہیں تو ہمارے مذہب کے لحاظ سے قوم کو ٹکڑے کرنے والے کیوں غدار نہیں۔

مفتی محمود صاحب: سپیکر صاحب یہ تو واضح بات ہے کہ شیعہ سُنی قدیم سے سکولوں میں یکجا پڑھتے آ رہے ہیں یہ چیز اتحاد کا مظہر ہے اب جب الگ بیٹھیں گے الگ پڑھیں گے تو سن شعور ہی کے پہلے دن سے اپنے آپ کو الگ سمجھنے کا احساس ابھرے گا دوسری بات یہ کہ آٹھویں جماعت تک ایسا نصاب ہو گا جو مشترکہ ہو گا۔ اور خلفاء راشدین کا ذکر اس میں نہیں ہو گا۔

سپیکر صاحب: چونکہ پیرزادہ ایوان میں نہیں کل انہیں آنے دیں اس وقت مولانا صاحب کی تحریک ملتوی رکھی جاتے ورنہ بحث غلط ہوتی جا رہی ہے اس مرحلہ پر مولانا نورانی نے بھی اٹھنا چاہا مگر سپیکر صاحب نے انہیں کل تک اس بحث کو ملتوی رکھنے کا کہا۔ اور تحریک کل پر چھوڑ دی گئی۔

دوسرے دن ۱۲ دسمبر ۱۹۷۵ء شام کے اجلاس میں مولانا عبدالحق صاحب نے پیرزادہ صاحب کی موجودگی میں تحریک التواء دوبارہ پیش کر دی جناب پیرزادہ صاحب نے جوابی تقریر میں اصل مسئلہ علیحدگی سے گریز کرتے ہوئے فیصلہ کو عملی شکل دینے کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب: جناب سپیکر صاحب!

میرے دوست مولانا عبدالحق صاحب نے جو تجویز اور تحریک کی ہے اس سے کوئی نتیجہ یہ کہنے کا نہیں نکلتا کہ ان کا کوئی نمائندہ نہیں۔ کمیٹی میں اسلامیات کے نئے نصاب کو مدون کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی۔ اس میں شیعہ علماء بھی ہیں اور سُنی علماء بھی، سُنی علماء میں مولانا محمد بخش مسلم، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا ضیاء القاسمی، پروفیسر محمد احمد قاضی حیدرآباد۔ ڈاکٹر عبدالواحد، قاضی مجیب الرحمٰن سُنی علماء کے نمائندہ ہیں۔

وزیر صاحب نے مزید کہا کہ اگر معزز ممبر چاہیں تو یہ نصاب دیکھ سکتے ہیں۔ وزارت تعلیم میں تشریف لا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہ نصاب دونوں طرف سے تجویز متفقہ فارمولے کے مطابق ہو گا۔ ایک نصاب مشترکہ ہو گا ایک الگ مگر کلاس ساتھ ہو گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس طرح تعلیم دیں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم الگ ہیں۔ اس لیے مولانا صاحب اسے فی الحال ملتوی رہنے دیں اگر خامی معلوم ہو گی تو وہ بتا سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب: جناب سپیکر صاحب! مجھے چند معروضات کی اجازت عطا کریں۔ بات یہ ہے کہ اس وقت اس میں کوئی شک نہیں کہ ملی اتحاد کا تقاضا یہ تھا کہ ایسے وقت ہیں یہ مسئلہ نہ اُٹھایا جاتا جبکہ ایک مسئلہ (قادیانی مسئلہ) کو قومی اسمبلی نے حل کر لیے کی بنیاد رکھ دی ہے اچھی فضا قائم ہو گئی تو آپس میں نزاع والی باتیں نہ چھیڑی جاتیں تو بہتر

بہتر ہے تو اہل سنت والجماعت نے نصاب تعلیم کی علیحدگی کا مطالبہ کبھی بھی اور ہرگز نہیں کیا بلکہ ہمارے شیعہ بھائیوں نے کیا ہے تو میری گذارش یہ ہے کہ جب نصاب پر دونوں کا اتفاق ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس میں اختلاف یا کسی فریق کی دل آزاری ہو تو پھر ایسا مطالبہ کیوں کیا جا رہا ہے۔

آٹھویں کلاسوں تک قرآن اور اخلاقیات کا ذکر ہوگا نماز کا ذکر ہوگا مگر سیرت وسوانح کا نہیں پھر اگر نماز بھی ایک ہے اخلاقیات بھی ایک تو علیحدہ کا مقصد کیا۔

شیعہ ہمارے بھائی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت ہمیشہ رواداری سے کام لیتے ہیں۔ سابقہ برسوں میں شیعہ بھائیوں کی وزارت اعظمیٰ اور صدارت تک کو بھی بخوشی برداشت کرتے چلے آرہے ہیں۔

سپیکر صاحب: مولانا ابھی میں اس بحث کی ہرگز اجازت نہیں دونگا۔

مولانا نورانی صاحب: جناب مولانا تو رواداری کی بات کر رہے ہیں کہ اسے قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب: ہماری طرف سے نصاب کی علیحدگی کا کوئی مطالبہ نہیں۔

پیرزادہ صاحب: سپیکر صاحب یہ درست نہیں ہے یہ کہ ہم کس چیز پر بحث کر رہے ہیں۔

مفتی محمود صاحب: کیا وزیر موصوف کے لیے کوئی قانون یا ضابطہ نہیں مولانا صاحب بول رہے ہیں اور یہ آپ سے اجازت لیے بغیر جب چاہیں کھڑے ہو جاتیں۔

پیرزادہ صاحب: مولانا صاحب بولتے جا رہے ہیں اور میری نہیں سنتے۔

سپیکر صاحب: مولانا صاحب وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ آپ کے خدشات درست نہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب: سپیکر صاحب گذارش یہ ہے کہ

سپیکر صاحب: میں ایوان میں اس پر بحث کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا۔ ایک مسئلہ ختم ہو چکا ہے دوسرا مسئلہ یہاں زیر بحث لانے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا (حالانکہ مولانا یہی چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ ملک بھر میں اٹھایا ہی نہ جائے مرتب) مگر اس مرحلہ پر سرکاری بنچوں نے سپیکر صاحب کے الفاظ پر تالیاں بجائیں۔

مفتی محمود صاحب: جناب والا ہم چاہتے ہیں کہ مسئلہ پیدا نہ ہو۔ یہ تالیاں قوم کو لڑانے پر بجائی جا رہی ہیں ہم لوگ صدیوں سے اکٹھے رہ رہے ہیں مگر آپ قوم کو الگ الگ کر رہے ہیں۔

پیرزادہ صاحب: میں سب دکھا سکتا ہوں وزارت تعلیم میں آیئے آپ کو غلط نظر آتے تو؟

مفتی محمود صاحب: ہم چاہتے ہیں کہ اختلافات بالکل پیدا نہ ہوں ہم شیعہ سنی ایک یونٹی ہیں ہم قوم کو اختلاف میں دھکیلنا نہیں چاہتے، مشترکہ نصاب سے خلافت راشدہ کا باب نکالا جا رہا ہے۔

سپیکر صاحب: مولانا عبدالحق صاحب! آپ نے تحریک میں کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس بات سے قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے۔ محض ہوا میں معلق ایک تحریک پیش کر دی ہے لہذا میں اسے مسترد کرتا ہوں۔

اس مرحلہ پر ایوان میں مولانا عبدالحق مدظلہ مفتی محمود صاحب اور اور وزیر تعلیم میں خاصی گرما گرمی پیدا ہوئی اور دونوں ایک دوسرے پر قوم کو الگ کرانے کے الزامات دہراتے گئے مگر یہ فیصلہ تو آگے چل کر حالات اور تاریخ سے ہو سکے گا کہ نصاب تعلیم کے ذریعہ علیحدگی اور انتشار کی بنیاد ڈالی گئی یا نہیں۔ اور یہ کہ اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ مگر مولانا عبدالحق اور ان کے ساتھی ارکان نے ایک نازک قومی مسئلہ پر اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی۔

شیعہ فرقہ اور نصاب دینیات

بنام وزیر تعلیم، نوٹس ۳۰ اگست ایس کیو ڈی ۱۸۱

۱۔ کیا وزیر تعلیم وضاحت فرمائیں گے کہ شیعہ فرقہ کے لیے دینیات کے الگ نصاب سے قومی یکجہتی اور اتحاد پارہ پارہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ کیا اس طرح آبادی کی تناسب اور شرح کے مطابق اکثریتی طبقہ (اہل سنت) ملازمتوں وغیرہ میں تناسب سے حصہ دینے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

۳۔ اور کیا اس طرح ۹۵ فیصد آبادی پر شیعہ فرقہ مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرے گی؟ (اسلام کا معرکہ ص۳۰)

مسلماں کے دل مردہ کو تو نے زندگی دی ہے
ترے فکر منور نے جہاں کو روشنی دی ہے
خدا خوفی تیرے قلب ونظر کی سب کے کام آئی
کہ دین حق کے فرزانوں کو تو نے بے خودی دی ہے
فضائے کفر میں تو جادۂ توحید کا سالک
ترے کردار نے تاریکیوں کو روشنی دی ہے

علماء آخری دم تک عائلی قوانین کی تنسیخ کیلئے لڑتے رہیں گے

دارالعلوم حقانیہ میں اسلامی گروپ کے ارکان سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا خطاب

اکوڑہ خٹک ۔ انگریز کی دور غلامی میں بھی مسلمانوں کے پرسنل لاء میں مداخلت نہیں کی گئی ۔ اور نہ غیر اسلامی قوانین کو اسلام کا نام دیا گیا ۔ یہاں پاکستان میں غیر اسلامی چیزوں کو اسلام کا نام دے کر مسلمانوں کے جذبات اور قرآن و حدیث کے متفقہ اجماعی مسائل کو چیلنج کیا جا رہا ہے ۔ عائلی قوانین اور اسی طرح کے دیگر امور کو اسلام کے مطابق قرار دینا شراب کی بوتلوں پر "فیہ شفاءٌ للناس" کا لیبل لگانا اور زہر کو آب حیات کا نام دینا ہے ۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو یہاں دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث میں منعقدہ ایک اجتماع میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے قومی اسمبلی میں مشرقی پاکستان کے اسلامی گروپ کے بعض ارکان کے سامنے عائلی قوانین پر تقریر کرتے ہوئے کہا ۔ حضرت شیخ الحدیث سے قبل قومی اسمبلی میں عائلی قوانین کے تنسیخی بل کے محرک مولانا عباس علی خان صاحب اور مولانا اے ۔ کے یوسف وغیرہ نے اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا ۔ اور یہ اعلان کیا ۔ کہ اسمبلی میں ایک ایک غیر اسلامی دفعہ اور قانون کے خلاف مرتے دم تک جنگ جاری رہے گی ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے اپنی تقریر میں ملک کے عائلی قوانین کے صریح قرآن و سنت کے خلاف ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی گروپ کے ارکان مولانا مفتی محمود صاحب ۔ مولانا عباس علی خان صاحب وغیرہ کو دینی مساعی پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسمبلی کے تمام ارکان سے عائلی قوانین کے قطعی منسوخ کرنے کی اپیل کی ۔ انہوں نے اعلان کیا کہ علماء آخری دم تک اپنے فریضے سے نبرد آزما ہوتے رہیں گے ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا ۔ کہ جو لوگ اسلام کو پسند نہیں کرتے وہ اسلام میں کانٹ چھانٹ اور دین میں مداخلت اور تحریف کرنے کے بجائے صاف طور سے اپنے لادینی عزائم کا اظہار کریں ۔ اور اعلان کر دیں ۔ کہ ہمارے عزائم ملک کو لادینی مغربی ریاست بنانا ہے ۔ اسلامی محاذ کے ارکان نے اس سے قبل دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبوں اور تعلیمی و تعمیری انتظامات کا معائنہ فرما کر انتہائی سرور اور اطمینان کا اظہار کیا ۔ اور دوران قیام میں انہوں نے مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے درس حدیث شریف میں بھی شمولیت کی ۔

اسلام اور عصر حاضر

از قلم مولانا سمیع الحق

ستر ہ ابواب اور ۴۰۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں عصر حاضر کے تمدنی ، معاشرتی ، معاشی ، سائنسی ، اخلاقی ، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں کا تعاقب اور نئے دور کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بیباک قلم سے کتاب بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک ہے ۔

چند اہم ابواب یہ ہیں ! ۔ بیسویں صدی کی مادہ پرست تہذیب اور عالم اسلام پر اسکے اثرات ۔ عورتوں کے حقوق اور بے پردگی کا مسئلہ ۔ خاندانی منصوبہ بندی ۔ عائلی قوانین ۔ تجدد اور استشراق کی تحریک اور فتنے ۔ اسلام اور سائنس ۔ علمی و دینی فتنے ۔ قادیانیت ۔ فتنۂ انکار حدیث ۔ فتنۂ رفض و انکار صحابہؓ ۔ بہائیت ۔ اسلامی معاشیات ۔ قرآن کریم اور سیرت رسول ۔ اسلامی دستور اور قانون سازی ۔ اصلاح معاشرہ ۔ عروج و زوال ۔ عالم عرب کا المیہ ۔ پاکستان کا سیاسی و آئینی بحران ۔ حاملین علوم نبوت ۔ تعلیم و تربیت ۔ نظام و نصاب تعلیم ۔

ہر باب و سیروں ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے ۔ یہ کتاب آپکو ایمانی غیرت سے سرشار کریگی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے آپ کی رہنمائی بھی ۔ قیمت اخراجات کے لحاظ سے بالکل مناسب صرف ۳۰ روپے علاوہ خرچ ڈاک ۔

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور) پاکستان